

PEACE & EDUCATION
FOUNDATION





پاکستان میں مدارس کی تعلیم

روایت و تغیرات

تدوین
غلام شمس الرحمٰن
جمیل احمد نتکانی
رشید احمد

شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی
ملتان، پاکستان


بسم الله الرحمن الرحيم

اللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ
بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ
كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

پاکستان میں مدارس کی تعلیم

روایت و تغیرات

شعبہ علوم اسلامیہ

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، پاکستان

اعتراف:

یہ کتاب ان مقالات پر مشتمل ہے جو شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان کے زیر اہتمام دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس بعنوان "پاکستان میں مدارس کی تعلیم روایت و تغیرات" منعقدہ 29- 30 اپریل، 2015ء میں پیش کیے گئے اور ماہرانہ جانچ کے بعد انکی طباعت کی منظوری دی گئی۔ اس کتاب کی طباعت کے لیے مالی وسائل ادارہ امن و تعلیم، اسلام آباد نے مہیا کیے۔

مدیر:

ڈاکٹر غلام شمس الرحمن، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

معاون مدیران:

ڈاکٹر جمیل احمد نتکانی، لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

رشید احمد، ریسرچ سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

تاریخ طباعت: 2016

ناشر:

شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان، پاکستان

فہرست مضامین

مبادیات

فہرست مقالات

(اردو حصہ)

حرف اول

کسی بھی ملک کے نظام تعلیم میں جامعات کا کردار بنیادی اہمیت رکھتا ہے۔ ترقی کے لئے کوشاں معاشروں میں جامعات کو چراغ راہ کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ جامعات جہاں متعین نصاب کی درس گاہ ہوتی ہیں وہیں وہ معاشرے کے اہم اور سلگتے موضوعات پر غور و فکر کے نئے دریچے کھولتی ہیں، مسائل حاضرہ پر تحقیقی منصوبہ جات کے ساتھ علمی سیمینارز، ورکشاپس اور کانفرنسز کا انعقاد جامعات کے امتیازات میں شمار ہوتا ہے۔

بہاء الدین زکریا یونیورسٹی کا شعبہ علوم اسلامیہ 1982ء سے تدریسی و تحقیقی خدمات انجام دے رہا ہے، اس کے اساتذہ کرام نہ صرف اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں بلکہ ان کے تحقیقی مضامین ہائر ایجوکیشن کمیشن کے منظور کردہ مجلات کے علاوہ دیگر مستند مجلات میں اشاعت پذیر ہو رہے ہیں۔ نیز شعبہ کے طلبہ و طالبات اپنے آخری سمسٹر میں تحقیقی مقالات لکھنے اور ان کے زبانی امتحان کے بعد متعلقہ ڈگری حاصل کرتے ہیں۔ ان تحقیقی سرگرمیوں کے علاوہ شعبہ کے زیر اہتمام علمی موضوعات پر سیمینارز، خصوصی لیکچرز اور تربیتی ورکشاپس کا انعقاد بھی شعبہ کی ایک مستحکم روایت ہے۔

اسی ضمن میں شعبہ نے 2014ء میں دینی مدارس کے اساتذہ کرام کے لئے ادارہ امن و تعلیم اسلام آباد کے بھرپور تعاون سے 12 ایام کی چار مکالماتی ورکشاپس کا کامیاب انعقاد کیا، جس میں تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے اساتذہ کرام نے ایک بڑی تعداد میں بھرپور دلچسپی کا اظہار کیا جس سے بین المسالک ہم آہنگی کے فروغ کو تقویت حاصل ہوئی نیز یونیورسٹی اور دینی مدارس کے اساتذہ کرام کے مابین تبادلۂ خیالات کی روایت قائم ہوئی جس کو تسلسل کے ساتھ آگے بڑھانے سے معاشرہ پر خوشگوار اثرات مرتب ہونے کی قوی امید ہے۔ (اس حوالے سے ایک جائزہ رپورٹ اس کتاب میں مضامین کے آخر میں پیش کی جارہی ہے)۔

اسی پس منظر میں شعبہ علوم اسلامیہ نے 29-30 اپریل، 2015ء کو "پاکستان میں مدارس کی تعلیم: روایت و تغیرات" کے عنوان سے دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس کا انعقاد کیا، جس کے لئے جرمنی، مصر، انگلینڈ اور بھارت کے علاوہ ملک بھر سے سکالرز نے اپنے ملخصات (Abstracts) ارسال کیے نیز اہل علم نے کانفرنس کے مختلف سیشنز میں اپنے موضوعات سخن پر روشنی ڈالی۔

اس کانفرنس کے کامیاب انعقاد میں شعبہ کے تمام اساتذہ کرام نے بھرپور حصہ لیا اور کانفرنس کی مختلف کمیٹیز میں انہوں نے اپنے فرائض منصبی بخوبی ادا کیے نیز شعبہ کے انتظامی و دفتری عملہ نے متعلقہ امور جانفشانی سے انجام دیئے

جس پر تمام متعلقہ خواتین و حضرات شکریہ کے مستحق ہیں۔ واضح رہے کہ شعبہ علوم اسلامیہ کی تاریخ میں پہلی بار وسیع سطح پر کانفرنس کے بھرپور انعقاد سے آئندہ کے لئے اس سطح کی کانفرنسز کے اہتمام کے ایک نئے باب کا آغاز ہوا ہے۔

کانفرنس کے منظم انداز میں انعقاد کے لیے شعبہ علوم اسلامیہ کے اساتذہ، طلباء اور دفتری عملہ نے بھرپور کردار ادا کیا۔ اس ضمن میں مندرجہ ذیل مجالس و کمیٹیاں تشکیل دی گئیں جن کا ذکر کرنا مناسب ہے۔ مجلس انتظامیہ چار افراد پر مشتمل تھی۔ جس میں راقم الحروف نے بطور منتظم اعلیٰ جبکہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب (ڈائریکٹر، اسلامک ریسرچ سنٹر) ڈاکٹر محمد ادریس لودھی (ایسوسی ایٹ پروفیسر) اور ڈاکٹر غلام شمس الرحمن (ایسوسی ایٹ پروفیسر) نے بطور ممبران کردار ادا کیا۔

طعام و تزئین کمیٹی کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب تھے، حافظ حامد علی اعوان (لیکچرار) مسز فریدہ یوسف (لیکچرار) مس عصمت بتول (لیکچرار) مسز نسرین اختر (قاریہ) مسز سارہ افضل (ریسرچ سکالر، اسلامک ریسرچ سنٹر) نے بطور ممبر کردار ادا کیا۔ استقبالیہ و قیام کمیٹی میں ڈاکٹر محمد ادریس لودھی، ڈاکٹر محمود سلطان کھوکھر (اسسٹنٹ پروفیسر) علی اصغر سلیمی (اسسٹنٹ پروفیسر) ڈاکٹر منزہ حیات (اسسٹنٹ پروفیسر) جبکہ ٹرانسپورٹ کمیٹی میں ڈاکٹر غلام شمس الرحمن، ڈاکٹر جمیل احمد نشکانی (لیکچرار) حافظ فیاض احمد فاروق (ریسرچ سکالر، اسلامک ریسرچ سنٹر) شامل تھے۔ ان تمام امور میں دفتری عملہ کی خصوصی معاونت شامل رہی جن میں شفیق الرحمن اسلم (سینئر سٹینوگرافر) طاہر محمود بخاری (سینئر کلرک) شامل تھے۔

اس دو روزہ کانفرنس کے انعقاد میں شعبہ کو جہاں بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان کی انتظامیہ اور بالخصوص وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر سید خواجہ علقمہ کی گہری دلچسپی اور بھرپور تعاون حاصل رہا، وہیں ادارہ امن و تعلیم اسلام آباد نے بھی وسائل مہیا کیے، جس پر شعبہ ان کا شکر گزار ہے اور اس امر کی بجا طور پر توقع رکھتا ہے کہ مستقبل میں بھی علمی امور میں باہمی تعاون کی روایت مزید پروان چڑھے گی۔ شعبہ علوم اسلامیہ، اس کانفرنس کی روئیداد اور اس میں پیش کردہ منتخب مقالات شائع کرتے ہوئے مسرت محسوس کر رہا ہے، ان مقالات کا کانفرنس کی اکیڈمک کمیٹی نے جائزہ لیا جن میں ڈاکٹر غلام شمس الرحمٰن، ڈاکٹر جمیل احمد نشکانی اور رشید احمد (ریسرچ سکالر) شامل تھے۔ جنہوں نے ان مقالات کی مناسب تدوین کی، جس کے بعد ان مقالات کو کتابی صورت میں شائع کیا جا رہا ہے، امید ہے کہ یہ دستاویز اہل علم کی نظر میں لائق قدر ثابت ہو گی۔

پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمن
چیف آرگنائزر کانفرنس

وائس چانسلر کے خطاب سے اقتباس

دوروزہ بین الاقوامی کانفرنس اپنے موضوع "پاکستان میں مدارس کی تعلیم: روایت اور تغیرات" کے اعتبار سے بہت دلچسپ اور اہم ہے۔ موجودہ دور میں مدرسہ کی تعلیم کو بہتر بنانے کے لئے ان کو عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا بہت ضروری ہے۔ جس کے لئے اہل مدرسہ کو اختلافات اور تنازعات سے باہر نکل کر ملکی اور عالمی ہم آہنگی کے لئے کوشش کرنا ہوگی۔ یہ کانفرنس اس لحاظ سے قابل ستائش ہے کہ اس میں کہنہ مشق محققین کے ساتھ ساتھ اس میدان کے نوجوان محققین کو بھی اپنی علمی نگارشات پیش کرنے کا موقع دیا گیا ہے، مجھے امید واثق ہے کہ اس کانفرنس میں پیش کیے گئے مقالات اور ان سے ماخوذ نکات پر مبنی سفارشات حکومتی منصوبہ ساز اداروں کے لئے راہنمائی کا باعث بنیں گیں جن کے مطابق امت مسلمہ کی وحدت کے لئے اختلافات سے بچنے کی سفارش کی گئی ہے اور مدارس کی تعلیم میں فرقہ وارانہ تعلیم کے بجائے اسلامی فکر کو اجاگر کرنے کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ مدارس کے نصاب اور تعلیمی ڈھانچے میں اصلاحات کی بات حکومتی اور عوامی سطحوں پر اکثر زیر بحث رہتی ہے۔ تاہم کانفرنس میں پیش کردہ تجویز نہایت مناسب ہے کہ حکومت مذہبی اداروں کو اعتماد میں لے کر ان کی سفارشات سے متوازن نصاب تشکیل دے اور اس سلسلے میں جہاں تک ممکن ہو مدارس کی مالی معاونت کی جائے۔ تاریخی حوالوں سے یہ بات واضح ہے کہ مدارس اپنے نصاب اور طریقہ تدریس میں کبھی بھی جمود کا شکار نہیں رہے۔ اس کانفرنس میں پیش کردہ مقالات میں اہل مدرسہ کو اپنے نصاب میں تاریخ، فلسفہ، تقابل ادیان، جدید اصول تحقیق اور دیگر بنیادی سماجی مضامین اور فنی مہارات شامل نصاب کرنی چاہئیں تاکہ مدارس کے فارغ التحصیل علماء تمام شعبوں میں اپنی صلاحیتوں کا بہتر استعمال کر سکیں اور علماء قومی دھارے میں شامل ہو کر اپنا کردار بہتر انداز میں ادا کر سکیں۔ میں آخر میں اس کانفرنس کے شاندار انعقاد پر شعبہ علوم اسلامیہ خصوصاً پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمن، چیئرمین، شعبہ علوم اسلامیہ، کانفرنس کے مندوبین، مقالہ نگاروں اور انتظامی کمیٹی کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

پروفیسر ڈاکٹر سید خواجہ علقمہ
وائس چانسلر
بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

روئیداد دوروزہ بین الاقوامی کانفرنس

دوروزہ بین الاقوامی کانفرنس بعنوان "پاکستان میں مدارس کی تعلیم روایت و تغیرات"

منعقدہ 29,30 اپریل، 2015ء

زیر اہتمام شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان کے زیر اہتمام ادارہ امن و تعلیم، اسلام آباد کے تعاون سے دوروزہ بین الاقوامی کانفرنس بعنوان: پاکستان میں مدارس کی تعلیم: روایت و تغیرات، مورخہ 29,30 اپریل، 2015ء کو منعقد کی گئی۔ اس کانفرنس کے ذریعے ماہرین تعلیم اور مدارس دینیہ کے محققین کو ایک ایسا پلیٹ فارم مہیا کیا گیا جہاں مدرسہ کی روایت اور اس میں ہونے والے تغیرات کا متنوع جہتوں سے جائزہ لیا جاسکے جس کی روشنی میں پاکستانی مدارس کے نظام تعلیم اور اس کو درپیش مسائل و تحدیات کو اجاگر کرنا اور ان کا ممکنہ حل تجویز کرنا تھا۔ کانفرنس کے بنیادی موضوعات درج ذیل تھے:

1۔ تاریخی تناظر میں موجودہ دور کے مدارس کا کردار۔

2۔ مدارس دینیہ کا نصاب اور نصابی اصلاحات۔

3۔ پاکستانی مدارس دینیہ میں طلبہ کی ہم نصابی سرگرمیاں۔

4۔ دینی مدارس کی تعلیم اور ثقافتی و بین الثقافتی تحرک۔

5۔ مدرسہ کا کردار بحیثیت محافظ دین۔

6۔ جدیدیت اور روایت پسندی کے تناظر میں مدارس کی تعلیم کا مباحثہ

7۔ پاکستان میں امن و تنازعات کا حل اور مدارس کی تعلیم۔

8۔ مدارس دینیہ میں مسلکی تعلیم اور وحدت ملت کے مسائل۔

مجلس انتظامیہ کو اس حوالے سے قریباً پچاس کے قریب مقالات موصول ہوئے جن میں سے چالیس مقالات کی حتمی منظوری دی گئی جن میں سے 30 مقالہ نگاروں نے اپنے مقالات کانفرنس میں پیش کیے۔ جن میں سے 26 مقالات مجلس

انتظامیہ کی حتمی منظوری کے بعد اس وقت مطبوعہ صورت میں آپ کے ہاتھوں میں ہیں۔ تاہم بقیہ منظور شدہ مقالات کے Abstracts قارئین کے مطالعہ کے لئے اس کتاب میں پیش کر دیئے گئے ہیں۔

افتتاحی تقریب:

اس کانفرنس کی افتتاحی تقریب کا انعقاد انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ سائنسز کے ایگزیکٹو ہال میں پروفیسر ڈاکٹر سید خواجہ علقمہ، وائس چانسلر، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ جس میں یونیورسٹی کے اساتذہ و طلباء کے علاوہ ملتان کے مدارس کے اساتذہ اور معززین نے بھی شرکت کی۔ ڈاکٹر غلام شمس الرحمن نے نقابت محفل کے فرائض سرانجام دیئے۔ پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمن، چیئرمین، شعبہ علوم اسلامیہ نے اپنے افتتاحی خطبے میں کانفرنس کے اغراض و مقاصد بیان کیے اور مقالہ نگاروں، محققین، مہمانان گرامی، اساتذہ و طلباء کو خوش آمدید کہا۔ ڈاکٹر محمد امین، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک بینکنگ، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور نے کلیدی خطبہ دیا جس میں انہوں نے معاصر دینی مدارس کے نظام تعلیم خصوصاً نصاب تعلیم کا جائزہ اپنے مقالہ "Reformation of Madrasa Education in Pakistan" میں پیش کیا۔ پروفیسر ڈاکٹر روبینہ ترین، ڈین، فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز اینڈ لینگویجز نے کہا کہ مدارس دینیہ کے تعلیمی و معاشرتی کردار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ یہ کانفرنس اپنے موضوع کے حوالے سے بہت اہم ہے جس کی طرف شعبہ علوم اسلامیہ نے بروقت توجہ کی ہے۔ اس امر کا قوی امکان ہے کہ یہ کانفرنس مدرسہ کے تعلیمی نظام میں بہتری کا سبب بنے گی۔ افتتاحی تقریب کے آخر میں پروفیسر ڈاکٹر سید خواجہ علقمہ نے صدارتی خطبہ دیا۔ انہوں نے شعبہ علوم اسلامیہ اور ادارہ امن و تعلیم کے مشترکہ علمی پروجیکٹ "تدریب المدرسین کورس" کا ذکر کرتے ہوئے اس کے مثبت اثرات کا تذکرہ کیا جس کی وجہ سے مدرسہ اور یونیورسٹی کے اساتذہ کے مابین بہتر تعامل علمی وجود میں آیا جو مدرسہ ایجوکیشن پر تحقیقی انداز میں کانفرنس منعقد کرنے کا باعث بنا۔ انہوں نے اس امید کا اظہار کیا کہ اس کانفرنس میں ماہرین تعلیم کے مقالات اور سفارشات کی روشنی میں مدرسہ کے علمی نظم پر مثبت اثرات مرتب ہوں گے جن کی وجہ سے مدرسہ اور اہل مدرسہ ملکی امن و سلامتی اور ترقی میں اہم کردار ادا کر سکیں گے۔

اس افتتاحی تقریب کے بعد کانفرنس کے باقی تمام علمی اجلاس شعبہ علوم اسلامیہ ئے سیمینار ہال اور کمپیوٹر لیب میں منعقد ہوئے۔ اٹھائیس مقالات کو علمی انداز میں پیش کرنے کے لئے سات متوازی علمی نشستوں کا اہتمام کیا گیا۔ ہر

نشست میں چار سے پانچ مقالات پیش کیے گئے۔ مزید بر آں ہر نشست کے اختتام پر آدھا گھنٹہ سوالات و جوابات کے لئے مختص کیا گیا۔ ان نشستوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

پہلی نشست:

صدارت: پروفیسر ڈاکٹر محمد ارشد، چیف ایڈیٹر، ڈیپارٹمنٹ آف انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور

نقیب محفل: ڈاکٹر محمد ادریس لودھی، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

مقالہ نگاران:

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد باقر خان خاکوانی، ڈین، فیکلٹی آف سوشل سائنسز، الخیر یونیورسٹی، آزاد جموں اینڈ کشمیر

عنوان مقالہ: مدارس کی تعلیم، اصلاحی کوششیں اور تجاویز

۲۔ ڈاکٹر شیر علی خان، اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف ٹرانسلیشن، فیکلٹی آف عریبک، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد / ماریہ حسن، اردو یونیورسٹی، اسلام آباد

عنوان مقالہ:

Teaching Methods Applied in *Deeni Madaris* of Islamabad City for the teaching of Islamic Studies and Arabic:A Pedagogical Study

۳۔ ڈاکٹر حافظ محمد اجمل، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج، بورے والا، ضلع وہاڑی

عنوان مقالہ: مدارسِ دینیہ کا نصاب (وفاق المدراس العربیہ پاکستان کا خصوصی جائزہ)

۴۔ حافظ محمد فیصل، پی ایچ ڈی سکالر، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

عنوان مقالہ: عربی زبان کی تعلیم و ترویج کے لیے دینی مدارس کے نصاب کا تجزیاتی مطالعہ

دوسری نشست:

صدارت: پروفیسر ڈاکٹر محمد امین، انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک بینکنگ، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور

نقیب محفل: پروفیسر علی اصغر سلیمی، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

مقالہ نگاران:

ا۔ پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمن، چیئرمین، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان
عنوان مقالہ: مدرسہ کا نظام تعلیم: پس منظر، مسلکی اثرات اور مطلوبہ مقاصد

۲۔ ڈاکٹر محمود سلطان کھوکھر، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان
عنوان مقالہ: دینی مدارس کا عصر حاضر میں کردار (تاریخی تناظر میں جائزہ)

۳۔ حافظ حامد علی اعوان، لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان
عنوان مقالہ: نصاب مدارس، تاریخی پس منظر اور عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق مختلف اصلاحات

۴۔ جناب شکور عالم، پی ایچ ڈی سکالر، یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی، لاہور
عنوان مقالہ: تنظیم المدارس پاکستان اور دنیا کے عصری چیلنجز

تیسری نشست:

صدارت: پروفیسر ڈاکٹر محمد شفقت اللہ، چیئرمین، شعبہ عربی، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

نقیب محفل: ڈاکٹر جمیل احمد، لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

مقالہ نگاران:

ا۔ جناب محمد قاسم بٹ، شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور
عنوان مقالہ:
Madrassa Education and Intercultural and Cross-cultural Social Mobilization

۲۔ مسٹر نصر نعیم اللہ قریشی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد
عنوان مقالہ: سندھ کے دینی مدارس میں تدریس قرآن مجید: ایک تحقیقی جائزہ

۳۔ ڈاکٹر آسیہ شبیر، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، لاہور کالج فار ویمن یونیورسٹی، لاہور
عنوان مقالہ: خواتین کے دینی مدارس اور ہماری معاشرتی ضروریات

۴۔ ڈاکٹر محمد عابد ندیم، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور

عنوان مقالہ:

A Discourse of Tradition and Modernity in the Context of Madrasa Education

۵۔ حافظ عطاء المصطفیٰ شاہ جمالی، پی ایچ ڈی سکالر، اسلامک اسٹڈیز، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوجز، اسلام آباد

عنوان مقالہ: مدارس کا کردار بطور محافظ دین

چوتھی نشست:

صدارت: پروفیسر ڈاکٹر روبینہ ترین، ڈین، فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز اینڈ لینگویجز، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

نقیب محفل: مس فریدہ یوسف، لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

مقالہ نگاران:

۱۔ ڈاکٹر منزہ حیات، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان /

ڈاکٹر کلثوم پراچہ، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، خواتین یونیورسٹی، ملتان

عنوان مقالہ: سلاطین دہلی کے عہد حکومت میں دینی مدارس

۲۔ سیدہ سعدیہ، پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

عنوان مقالہ: دینی مدارس میں جدید علوم کی تدریس کی ضرورت واہمیت اور دعوتی تقاضے

۳۔ سائرہ طیبہ، ریسرچ سکالر، اسلامک ریسرچ سنٹر، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

عنوان مقالہ: عصر حاضر میں مثالی مدرسے کا معاشرتی کردار

۴۔ قاریہ نسرین اختر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

عنوان مقالہ: ملتان میں خواتین کے عصری دینی مدارس کا نظام تعلیم و تربیت: ایک خصوصی مطالعہ

5۔ کشور خوشنود، پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ ہسٹری، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور

عنوان مقالہ:

Initiation of Madrasa Education in Bahawalpur State (1727-1955):A Historical Review

پانچویں نشست:

صدارت: پروفیسر ڈاکٹر محمد اکرم رانا، ڈین، فیکلٹی آف اسلامک سٹڈیز اینڈ شریعہ، منہاج انٹرنیشنل یونیورسٹی، ماڈل ٹاؤن، لاہور

نقیب محفل: ڈاکٹر غلام شمس الرحمن، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

مقالہ نگاران:

۱۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد ارشد، چیف ایڈیٹر، شعبہ اردو انسائیکلوپیڈیا آف اسلامک، یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور

عنوان مقالہ:

Contemporary Discourse on Madrasah-Curriculum Reform in Pakistan: The Ulama of Deobandi School

۲۔ حافظ فیاض احمد فاروق، ریسرچ سکالر، اسلامک ریسرچ سنٹر، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان / ڈاکٹر رضیہ شبانہ، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

عنوان مقالہ: باہمی تنازعات کے حل میں پاکستانی مدارس کا کردار

۳۔ محمد شاہد حسین، پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد

عنوان مقالہ:

Madrasa as an Educational Centre for Islamic Studies in Historical Perspective

۴۔ مولانا زاہد محمود، استاد، جامعہ قاسم العلوم، ملتان / رشید احمد، ریسرچ سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

عنوان مقالہ: مدارس و اہل مدارس کا منصب حقیقی (فکری، نظری و اطلاقی مطالعہ)

چھٹی نشست:

صدارت: پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمن، چیئرمین، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

نقیب محفل: ڈاکٹر محمود سلطان کھوکھر، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

مقالہ نگاران:

۱۔ ڈاکٹر غلام شمس الرحمن، ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

عنوان مقالہ: مدارس دینیہ کی روایت اور ان کا جدیدیت پسندی کی طرف رجحان

۲۔ طاہر صادق، پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد

عنوان مقالہ: The Role of the Present-day Madrasas in Historical Perspective

۳۔ ڈاکٹر عبدالقادر بزدار، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ایمرسن کالج، ملتان

عنوان مقالہ: دینی مدارس کو درپیش مسائل کا جائزہ

۴۔ ظفر اقبال، ریسرچ ایسوسی ایٹ، شعبہ فکر اسلامی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

عنوان مقالہ: روایت اور جدیدیت کے تناظر میں مدارس دینیہ کا کردار

ساتویں نشست:

صدارت: ڈاکٹر اکرام الحق یٰسین، سیکرٹری، اسلامی نظریات کونسل، حکومت پاکستان، اسلام آباد

نقیب محفل: پروفیسر ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب، ڈائریکٹر، اسلامک ریسرچ سنٹر، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان

مقالہ نگاران:

۱۔ ڈاکٹر مقبول حسن گیلانی، ایسوسی ایٹ پروفیسر، ایجوکیشن یونیورسٹی، ملتان کیمپس

عنوان مقالہ: تاریخی تناظر میں دینی علوم کے فروغ میں مدارس دینیہ کا کردار

۲۔ غازی عبدالرحمن قاسمی، لیکچرار، گورنمنٹ ولایت حسین اسلامیہ ڈگری کالج، ملتان

عنوان مقالہ: دینی مدارس اور عصری رجحانات (وفاق المدارس العربیہ سے ملحق مدارس کے تناظر میں ایک تجزیاتی مطالعہ)

۳۔ محمد خبیب / محمد افضل، پی ایچ ڈی سکالرز، شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف دی پنجاب، لاہور
عنوان مقالہ: پاکستان میں مدرسہ ایجوکیشن اور اکیسویں صدی کی تحدیات

۴۔ محمد مجتبیٰ، پرنسپل، لیڈرشپ کالج، ملتان
عنوان مقالہ: وحدت امت کے قیام میں مدارس دینیہ کا کردار

اختتامی تقریب:

اختتامی تقریب پروفیسر ڈاکٹر سید خواجہ علقمہ، وائس چانسلر کی زیر صدارت شعبہ علوم اسلامیہ کے سیمینار ہال میں منعقد ہوئی جس میں نقابت کے فرائض پروفیسر ڈاکٹر عبدالقدوس صہیب نے ادا کیے۔ پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمن، چیئرمین، شعبہ علوم اسلامیہ نے کانفرنس کی قرارداد اور سفارشات پیش کیں۔ آخر میں جناب وائس چانسلر نے شعبہ علوم اسلامیہ کو کامیاب کانفرنس کے انعقاد پر ہدیہ تبریک پیش کیا اور مقالہ نگاروں اور کانفرنس انتظامیہ کو اعزازی اسناد اور شیلڈز پیش کی گئیں۔

سفارشات

دو روزہ بین الاقوامی کانفرنس

"پاکستان میں مدارس کی تعلیم: روایت و تغیرات"

1۔ کانفرنس، دینی مدراس کی ان کاوشوں کو سراہتی ہے جن کے نتیجہ میں ملک میں خواندگی اور تعلیم کو فروغ حاصل ہوا۔

2۔ کانفرنس، مالی طور پر کمزور طبقات کے بچوں کے لئے بنیادی ضروریات کی تکمیل میں دینی مدارس کی محنتوں کو لائق تحسین سمجھتی ہے۔

3۔ کانفرنس، مذہبی تعلیم کے فروغ کے حوالہ سے دینی مدارس کے کردار کو وقعت اور ستائش کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔

4۔ کانفرنس، ملک میں قومی اور ملی مقاصد کی تکمیل کے لئے ایک ایسے قومی نظام تعلیم کی تشکیل پر زور دیتی ہے جس میں کسی قسم کی طبقاتی، مسلکی اور فرقہ وارانہ تقسیم نہ ہو۔

5۔ کانفرنس، دینی مدارس کے فضلاء کی یونیورسٹی کی اعلیٰ تعلیم میں دلچسپی کو دینی اور قومی مقاصد کے لئے نیک شگون سمجھتی ہے اور قرار دیتی ہے کہ ان فضلاء کے ذریعہ اسلامی تحقیق کو بہتر بنانے اور اس میں گہرائی پیدا کرنے کے مواقع پیدا ہوں گے۔

6۔ کانفرنس، شعبہ علوم اسلامیہ، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان کے زیر اہتمام ادارہ امن و تعلیم اسلام آباد کے تعاون سے دینی مدارس کے اساتذہ کے تعارفی و تربیتی پروگراموں کے انعقاد کو سراہتی ہے اور امید رکھتی ہے کہ یونیورسٹی اور مدارس کے اساتذہ کے مابین باہمی تعامل کو مستقل بنیادوں پر جاری رکھا جائے گا۔

7۔ کانفرنس، تجویز کرتی ہے کہ پاکستان کی دیگر جامعات، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی، ملتان کے طرز پر اپنے اپنے دائرہ میں یونیورسٹی اساتذہ اور دینی مدارس کے اساتذہ کے مابین تعارفی اور تبادلۂ خیالات و تجربات پر مبنی پروگراموں کے انعقاد کو اپنے تعلیمی کیلنڈر میں شامل کریں۔

8۔ کانفرنس، مسلکی بنیادوں پر مدارس کی تقسیم اور معاشرے میں اس سے پیدا ہونے والی گروہیت کے خاتمہ کے لئے مدارس کے ذمہ داران حضرات اور ریاست کے اداروں پر زور دیتی ہے کہ وہ اپنا مثبت کردار ادا کریں۔

9- کانفرنس، نو آبادیاتی دور کے فرقہ وارانہ تعلیمی ورثے کو مسترد کرنے پر زور دیتی ہے اور قرار دیتی ہے، وحدت انسانیت، وسعت نظری، بامقصد مکالمہ اور اختلاف رائے میں برداشت و تحمل جیسے اسلامی اصولوں پر مبنی مذہبی اور عصری اداروں کے تعلیمی نصاب کی تشکیل نو کی جائے۔

10- کانفرنس کی نظر میں ضروری ہے کہ دینی علوم اور جامعات کے ماہرین نظام تعلیم کے مقاصد کا تعین کر کے اس کے مطابق عصری تقاضوں کی روشنی میں اپنی حکمت عملی مرتب کریں۔

11- کانفرنس، اہل مدارس کے غور و فکر کے لئے تجویز پیش کرتی ہے کہ انسانی معاشروں کے رجحانات سے واقفیت کے لئے انسان شناسی، نفسیات، عمرانیات، تاریخ اور ابلاغی مہارت جیسے علوم سے آگہی کے لئے مناسب اقدامات کیے جائیں۔

12- کانفرنس، دینی مدارس کے نصاب کی تدریس کے لئے جدید طریقہ ہائے ابلاغ سے استفادہ اور تقابلی و تجزیاتی مطالعہ کو فروغ دینے کی تجویز پیش کرتی ہے۔

13- کانفرنس، دینی مدارس کے نظام کو منظم کرنے اور مذہبی و عصری اداروں میں خلیج کو ممکنہ حد تک کم کرنے کے لئے 1969ء میں پیش کی جانے والی تجاویز پر مزید کام کی ضرورت پر زور دیتی ہے، جو مغربی و مشرقی پاکستان کے علماء کی طرف سے مدارس ایجوکیشن بورڈ کے قیام کے حوالہ سے پیش کی گئی اور جس کے مطابق اس وقت بنگلہ دیش میں یہ بورڈ کام کر رہا ہے۔

14- کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ مدارس کے علماء و طلبہ کے دیگر مدارس اور عصری تعلیمی اداروں کے مطالعاتی دوروں کا اہتمام کیا جائے۔

15- کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ یونیورسٹی اساتذہ کی نگرانی میں دینی مدارس کے طلبہ کو تحقیقی مقالات و مضامین لکھنے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔

16- کانفرنس تجویز کرتی ہے کہ مدارس کے نظام تعلیم میں آج کی علمی زبانوں بالخصوص عربی زبان میں لکھنے اور بولنے کی مہارت اور انگریزی زبان سے علمی واقفیت کے ضروری اقدامات کیے جائیں۔

سندھ کے دینی مدارس میں تدریسِ قرآن مجید: ایک تحقیقی جائزہ

[The Quranic Education in Religious Madrasas of Sindh: A Systematic Assessment]

Nasrullah Naim Qureshi
M. Phil (Tafsir)
International Islamic University, Islamabad

Abstract:

This presentation is an endeavour to highlight the importance of Quranic education with particular reference to the Madrasas of Sindh. Through studying the curriculum of the Madrasas of Sindh, it has been attempted to identify the merits and demerits of the Madrasas. We have also suggested the methods by which religious institutions can overcome their weaknesses.

Keywords: Madrasa Education in Sindh, Merits and Demerits of Madrasas, Quranic Education.

اس مقالے میں سب سے پہلے تدریسِ قرآن اور تعلیماتِ قرآن کی اہمیت اور ان کی ہمارے معاشرے کے لیے ضرورت وافادیت کو مختصراً بیان کیا گیا ہے۔ اس کے بعد صوبہ سندھ کے دینی تعلیمی اداروں کے حالات کا مختصر جائزہ لیا گیا ہے۔ جس میں صوبہ سندھ کے دینی تعلیمی اداروں کا تعلیمی میدان میں کردار اور ان اداروں کے اہم مسائل ذکر کرنے کے بعد سندھ میں دینی تعلیمی اداروں کے نصاب (تدریس وتعلیماتِ قرآن کے متعلق) کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور اس نصاب میں شامل خصوصیات کو نمایاں طور پر بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس میں شامل چند اہم خامیوں کی نشاندہی کی گئی ہے، اس کے علاوہ اس نصاب کی تدریس کے عمل میں درپیش چند اہم مشکلات اور مسائل کا ذکر بھی کیا گیا ہے اور ان کے حل کے بارے میں چند تجاویز پیش کی گئی ہیں جن کے ذریعے ان مشاکل ومسائل کو حل کرکے صوبہ سندھ کے بچوں کو اچھی طرح قرآن پاک کی تعلیمات کے زیور سے آراستہ کیا جاسکتا ہے۔

سندھ کے تعلیمی ڈھانچے میں تین طرح کے ادارے ہیں جن میں گورنمنٹ، پرائیویٹ اور دینی تعلیمی ادارے

اپنا کردار ادا کر رہے۔ اگر دینی تعلیمی اداروں کا ذکر کیا جائے تو اس سلسلے میں صوبہ سندھ میں مالی وسائل کی قلت کے باوجود مختلف مکاتب فکر کی زیر نگرانی بڑی تعداد میں دینی مدارس اور تعلیمی ادارے تدریس قرآن اور تعلیمات قرآن کے فروغ کے لیے اپنی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق سندھ میں 6 ہزار مدارس سے تقریباً 15 لاکھ طلبہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ سندھ کے تمام دینی مدارس کی رجسٹریشن نہ ہونے کی وجہ سے 6000 سے زائد مدارس کا قانونی وجود نہیں ہے۔ سندھ کی ہر تحصیل و تعلقہ بلکہ ہر یونین کونسل میں مسجد و مدرسہ؛ مختلف اداروں کی شکل میں موجود ہیں اور یہاں تک کہ کچھ گھروں میں بھی قرآن مجید کی تدریس و تعلیمات کا سلسلہ موجود ہے۔

غور طلب بات یہ ہے کہ شہر سے دور واقع گورنمنٹ سکولوں میں اساتذہ اپنا فرض منصبی ادا نہیں کرتے چنانچہ بیشتر سکول بند پڑے ہیں۔ پرائیویٹ تعلیمی ادارے کا زیادہ رجحان اپنے کاروبار اور مالی مفادات حاصل کرنے کا ہوتا ہے اس لیے یہ تعلیمی ادارے صرف شہری علاقوں میں ہی قائم کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ دور دراز علاقوں میں بسنے والے لوگوں کی تعلیمی ضروریات کو فقط دینی مدارس ہی پورا کرتے ہیں اور وہ بھی بغیر کسی معاوضہ کے اگر کہیں پر معاوضہ مقرر ہے بھی تو نہ ہونے کے برابر۔

سندھ کے دینی تعلیمی اداروں کا نصاب:

کسی بھی تعلیمی ادارے کے نصاب کا جائزہ لیتے وقت ہمیں یہ دیکھنا لازمی ہے کہ اس ادارے میں نصاب کی تیاری کے مقاصد و اہداف کیا ہیں۔ سندھ کے دینی تعلیمی اداروں کے نصاب کی تنظیم و ترتیب کی ذمہ داری مختلف مدارس بورڈز (وفاق) کے سپرد ہے ان بورڈز کے اہداف و مقاصد کا خلاصہ درج ذیل ہے:

- ایسی نسل تعمیر کرنا جو قرآن و سنت کو سمجھ کر ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو۔
- نئی نسل کو روایتی اسلامی علوم سے آراستہ کرنا۔
- ایسے علماء پیدا کرنا جو اسلام کی خدمت کریں۔
- اسلام کا آفاقی پیغام تمام انسانوں تک پہنچانا۔

- اسلام کا صحیح چہرہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ کی قیادت کرنا۔
- اسلامی انقلاب کی راہ ہموار کرنا۔

عمومی طور پر اگر سندھ کے دینی مدارس کے نصاب کا جائزہ لیا جائے تو اس میں مقررہ کتابیں قرآن پاک اور تعلیمات قرآن، اسلام کی روایات اور تاریخ اسلام خصوصاً سیرت النبی ﷺ اور اسوہ حسنہ کو بہترین انداز میں پیش کیا گیا ہے اور ساتھ ساتھ اسلام کی معاشی، معاشرتی اور سماجی روایات کی بھی بھرپور عکاسی کی گئی ہے۔ سندھ کے دینی مدارس کی صورتحال پاکستان کے دیگر صوبوں سے یکسر مختلف ہے کیونکہ یہاں پر چھوٹے چھوٹے شہروں میں موجود مدارس میں نصاب کی تقرری اور اس میں تبدیلی کرنا پڑھانے والے استاد کی ہی ذمہ داری ہوتی ہے اور اگر استاد چاہے تو قرآن مجید کا ترجمہ پڑھائے اور اگر نہ چاہے تو اسے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ سندھ کے وہ مدارس جو کسی نہ کسی تنظیمی بورڈ سے ملحق ہوتے ہیں ان کے نصاب میں قرآن و تعلیمات قرآن کا نصاب، ناظرہ قرآن مجید بمع ترجمہ لفظ بہ لفظ پڑھایا جاتا ہے، اور حفظ میں عم پارہ شامل ہے تاکہ نماز میں تلاوت کرنے میں آسانی ہو۔ جبکہ تفسیر میں جلالین شریف اور بیضاوی شریف شامل ہیں؛

جلالین شریف پڑھاتے وقت اساتذہ زیادہ تر زور اس بات پر دیتے ہیں کہ بچے کو سبب النزول، ناسخ و منسوخ، بلاغت، لغت اور مناسبات وغیرہ کے بارے میں علم ہو سکے کیونکہ تفسیر جلالین میں ان علوم کو مختصر اور جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ چیز بھی قابل ستائش ہے کہ سندھ کے دینی تعلیمی اداروں میں تفسیر جلالین کا درس ایسے نسخوں سے دیا جاتا ہے جن پر 5 سے 10 حواشی لگے ہوتے ہیں جو کہ تقریباً تمام تفاسیر سے استفادہ لے کر بنائے گئے ہیں۔ اگر طالب علم اچھی طرح توجہ دے تو اسے ان تمام تر تفاسیر سے آشنائی ہو سکتی ہے کیونکہ یہ مواد تفسیر پر ایک اچھا اور جامع علمی مواد ہے۔

اسی طرح بیضاوی شریف؛ جو کہ جامع المنقول والمعقول ہے۔ اس تفسیر کی تدریس کے دوران عقائد پر زور دیا جاتا ہے اور باطل عقائد کے رد میں کافی و وافی دلائل پر علمی بحث کی جاتی ہے اگر کوئی اہم مسئلہ ہوتا ہے تو اس پر بحث کرتے ہوئے کبھی کبھار دو سے تین دن بھی لگ جاتے ہیں۔ اور سندھ کے مدارس میں عمومی طور پر پیریڈ سسٹم نہ ہونے کی وجہ سے مسائل پر سیر حاصل بحث کی جاتی ہے۔

سندھ کے دینی مدارس میں سے چند ایک ایسے بھی ہیں جہاں پر مذکورہ عربی تفاسیر کے ساتھ ساتھ اردو تفاسیر (معارف القرآن، ضیاء القرآن، تفسیر حقانی اور تبیان القرآن وغیرہ حسب ذوق و مسلک) کو بھی شامل نصاب کیا گیا

ہے اور یہ تفاسیر شروع کے پانچ سالوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ تفسیر کی طرح علوم القرآن میں بھی دو کتابیں (ایک الفوز الکبیر، دوسرا: التبيان في علوم القرآن للصابوني) ہی پڑھائی جاتی ہیں؛ اور علم تجوید و قراءات میں: خلاصۃ التجوید، جمال القرآن، فوائد مکیة. المقدمة الجزرية وغیرہ پڑھائی جاتی ہیں۔

مذکورہ نصاب کو اگر مدِ نظر رکھا جائے اور جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ نصاب طلبہ کو قرآن وعلوم قرآن کی بنیادی چیزوں سے واقف کرنے کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ بچہ تقریباً 4 سالوں تک مکمل قرآن مجید مع ترجمہ پڑھ لیتا ہے اور باقی 3 سالوں میں وہ دو بہترین تفسیریں (جلالین شریف۔ بیضاوی شریف) پڑھ لیتا ہے اور اس طرح طالب علم میں اتنی استعداد ہو جاتی ہے کہ وہ عربی میں لکھی ہوئی قدیم وعصری کتابوں کا اچھی طرح مطالعہ کر سکے اور ان میں سے صحیح وسقیم میں فرق جان سکے۔ نصاب تدوین کرنے میں یقیناً انسانوں کا عمل دخل ہے اور اس لیے اس نصاب کا خوبیوں کے ساتھ ساتھ خامیوں کا امکان موجود رہتا ہے، جن کی اصلاح کر کے زیادہ فوائد حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

نصاب کی خصوصیات:

سندھ کے دینی تعلیمی اداروں میں پڑھائے جانے والے نصاب میں قرآنی تعلیماتِ کا جائزہ لیا جائے تو اس کی خوبیوں میں، مکمل قرآن پاک مع ترجمہ آٹھ سالوں میں پڑھانا، پارہ عم مکمل طور پر حفظ کرانا شامل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ طالب علم کو صحیح عقائد سے روشناس کرانے کے لیے معتزلہ اور دیگر فرقوں کے عقائد سے بھی واقفیت فراہم کی جاتی ہے اور ان کے مقابل دلائل سے بھی آشنائی فراہم کی جاتی ہے۔ اگر طالبعلم اس نصاب سے مکمل استفادہ کرے تو یقیناً اسے دین کے بنیادی چیزوں کی معلومات حاصل ہو جاتی ہیں اور وہ اپنے لئے، اپنے خاندان اور اس معاشرے کے لئے ایک مفید فرد کی حیثیت سے صوبہ سندھ اور ملک کے لیے مثبت کردار کا حامل اور داعی بن جاتا ہے۔

نصاب میں اصلاح طلب امور:

درسِ نظامی کا نصاب اور اس میں تبدیلیاں کرنا ایک اختلافی مسئلہ بنا ہوا ہے۔ علماء نصاب میں مثبت تبدیلی لانے کے لئے چند امور کو پیش نظر رکھیں تو اس سے تعلیمی عمل کو زیادہ مؤثر بنانے میں مدد ملے گی۔ درسِ نظامی کے بنیادی و

اساسی علوم (یعنی قرآن وحدیث وغیرہ) میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔ سیاسی اثر ورسوخ اور اغیار کے اشاروں پر کوئی تبدیلی کرنے کی بجائے معاشرتی تقاضوں اور علمی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے تبدیلیاں کی جائیں تاکہ عصر حاضر کے مسائل کو اچھی طرح اور بروقت حل کیا جاسکے اور اسلام، قرآن اور پیغمبر اسلام ﷺ کے پر کیے جانے والے بے جا اعتراضات کا جواب بھی مؤثر انداز میں دیا جاسکے۔ نصاب میں ایسی تبدیلیاں کی جائیں جو نظریہ اسلام اور نظریہ پاکستان کے خلاف نہ ہوں۔ بلکہ یہ تبدیلیاں تعلیماتِ اسلام کے حصول میں آسانی پیدا کریں، جس طرح تقسیم علوم میں علوم آلیہ اور عالیہ ہیں اسی فرق کے ساتھ جدید علوم اور جدید طرز تدریس کو داخل کیا جائے جو قرآنی تعلیمات کے فہم میں آسانی پیدا کریں۔ اگر ان قواعد کو مدِ نظر رکھا جائے تو اہل علم وفہم کے ہاں درسِ نظامی میں تبدیلی کرنے میں کوئی اختلاف نہیں۔

سندھ کے دینی تعلیمی اداروں میں، علوم قرآن کے مقررہ نصاب کا جائزہ لیا جائے تو اس میں مثبت تبدیلیاں لاکر اس نصاب کو زیادہ اچھا، مناسب اور معیاری بناکر نصاب سے زیادہ مستفید ہوا جاسکتا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے قرآن مجید کی تلاوت احسن انداز سے کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ سندھ کے دینی تعلیمی اداروں میں، قرآنی تعلیم کے مقررہ نصاب میں تجوید وقراءات کے لئے مقرر کتابیں برکت کی خاطر پڑھائی تو جاتی ہیں لیکن ان پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی جاتی جس کے اثرات رمضان شریف میں نظر آتے ہیں کہ بعض قراء حضرات نماز تراویح میں تجوید کے قواعد کا کوئی خیال نہیں رکھتے۔

اسی طرح سب سے اہم چیز جو آج کل مدارس کے نصاب میں شامل نہیں وہ رسم قرآنی ہے: اگر رسم قرآنی سکھانے کا بھی اہتمام کیا جائے اور بچوں کو قرآن پاک لکھنے کے قواعد وضوابط سکھائے جائیں تو اس سے قرآن مجید اور اس کی قراءات کے بارے میں واقفیت کے ساتھ ساتھ قراءت کی حفاظت ممکن بنائی جاسکتی ہے۔ علوم القرآن میں فقط دو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں؛ اور ان میں بھی مستشرقین کی طرف سے اسلام، وپیغمبر اسلام اور وحی حملوں کا کوئی جواب نہیں دیا جاتا۔ اگر سندھ کے دینی مدارس کے نصاب میں شبہاتِ مستشرقین اور ان پر رد کے لئے بھی کوئی کتاب (مناہل العرفان / التبیان فی علوم القران / المدخل لدراسات القرآن یا ضیاء النبی (اردو) کا ساتواں حصہ جو شبہات سے متعلق مباحث پر مشتمل ہے) مقرر کی جائے تو طلبہ کے اندر اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے دفاع کا جذبہ قوی ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ طلبہ موجودہ دور میں اسلام کے خلاف مستشرقین کے پیدا کردہ شبہات سے بھی آگاہ رہیں گے۔

عصری تقاضوں اور معاشرے کی ضروریات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے انگریزی زبان پر مزید توجہ دی جائے اور اس کیلئے آسان و قابل قبول طریقہ بچوں کو قرآن مجید کا ترجمہ سندھی یا اردو میں پڑھانے کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان میں بھی کچھ حصہ پڑھایا جائے تاکہ عصری مسائل سے شناسائی ہو اور درپیش چیلنجز کا صحیح طور پر مقابلہ کر سکیں۔ انگریزی کا منہج یہ ہونا چاہئے کہ پہلے دو سال انگریزی کی بنیادی چیزیں پڑھائی جائیں اور تیسرے سال سے قرآن مجید کے آخری پارے کا انگریزی ترجمہ پڑھایا جائے۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ بچہ قرآن مجید کا ترجمہ کرنا تو پہلے سے ہی جانتا ہے مگر انگریزی میں دوبارہ پڑھانے سے اس کے اندر انگریزی الفاظ و اصطلاحات (جو کہ قرآن سے تعلق رکھتے ہیں) کا ایک ضخیم ذخیرہ حاصل ہو جائے گا۔ اور جب بچے کے اندر ایسے الفاظ کا ذخیرہ موجود ہو گا تو وہ عصرِ حاضر میں قرآن کی تعلیمات کو کمپیوٹر و انٹرنیٹ کے ذریعے دنیا کے کونے کونے میں بآسانی پہنچا سکتا ہے۔ اور خصوصی طور پر پاکستان میں موجود نوجوان اور جدت پسند، اور روشن خیال طبقہ کی اصلاح و ہدایت بآسانی کر سکتا ہے۔

انگریزی کی طرح عصری تقاضوں اور معاشرے کے معاشی مسائل کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کمپیوٹر کا استعمال بھی سکھایا جانا بھی ایک امر حتمی ہو گیا ہے۔ اس کیلئے آسان و قابل قبول طریقہ یہ ہے بچوں کو صرف و نحو اور دوسرے علوم عالیہ میں چار چار یا پانچ پانچ کتابیں نہ پڑھائی جائیں بلکہ ایک یا دو ایسی کتابیں پڑھائی جائیں جو کہ جامع ہوں اور ان کتابوں کی جگہ ایک سے دو سال کمپیوٹر سکھایا جائے جو انگریزی سکھانے کے بعد چوتھے یا پانچویں سال شروع کرایا جائے۔ اور کمپیوٹر میں بھی ایسی چیزوں کو ترجیح دی جائے جو قرآنی تعلیمات کو سمجھنے میں مدد و معاون ثابت ہوں۔ مثلاً: پہلے تین سے چھ ماہ میں کمپیوٹر کا استعمال اور مائکرو سافٹ ورڈ سکھانے کے ساتھ طلبہ کو اردو و انگریزی ٹائپنگ بھی سکھائی جائے۔ تین ماہ میں بچوں کو ایزی قرآن و حدیث سافٹ ویئر یا اس جیسے کسی اور سافٹ ویئرز سے شناسائی کرائی جائے اور سال کے آخری تین ماہ میں مکتبہ شاملہ استعمال کرانا سکھایا جائے۔ اس کے بعد طلبہ کو ایسی ویب سائٹس متعارف کرائی جائے جو قرآنی معلومات فراہم کرتی ہیں مثلاً: Corpus.quran.com یہ ایسی ویب سائٹ ہے جو کہ صرف و نحو کے مسائل کو حل کرنے میں علوم آلیہ کی حیثیت رکھتی ہے اور اسی طرح ترکیبِ الفاظ میں بھی آسانی پیدا کرتی ہے۔

کمپیوٹر کا استعمال سکھانے سے فائدہ یہ ہوگا کہ بچہ مستقبل میں اسلام و قرآن کے آفاقی پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانے کے عصری آلات و میدانوں سے واقف رہے گا اور تحقیق میں معاون جدید طریقے استعمال کر سکے گا اور

دین کی خدمت بآسانی اور عصری معیاروں کے مطابق کر سکے گا۔ اس کے ساتھ معاشی مسائل کے حل میں بھی کمپیوٹر کے استعمال سے معاونت لی جاسکتی ہے؛ جس طرح آن لائن قرآن ٹیچنگ کورسز وغیرہ کرانا۔

تجاویز و آرا:

چونکہ قرآن مجید پڑھنا ہر مسلمان کے لئے لازمی ہے اور حکومتی تعلیمی پالیسی کے مطابق بھی اس کا پڑھنا لازمی ہے اس لئے ان حکومتی اداروں میں قرآن واسلامیات کے لئے خاص اساتذہ مقرر ہیں جو لاکھوں روپے تنخواہ لے رہے ہیں مگر اس کے باوجود تعلیم قرآن وتعلیمات قرآن پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی جس خلا کو پر کرنے کی اہم ترین ذمہ داری دینی مدارس نے اٹھائی ہوئی ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ ایسے مدارس جو فروغِ قرآن کے ساتھ اسلام اور پاکستان کی نظریاتی حدود کی حفاظت کیلئے کوشاں ہیں ان کی حفاظت کے ساتھ ساتھ مالی مدد یقینی بنائے اور ضروری اشیاء یعنی کمپیوٹر وغیرہ مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ کم از کم ہر دینی ادارے کو اگر ایک حکومتی استاد کی تنخواہ جتنی بھی ماہانہ مدد کی جائے تو بہترین نتائج حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

تنظیمی بورڈز کا فرض ہے کہ وہ اپنے کردار کو اچھی طرح نبھائیں اور تعلیمی نصاب کی تیاری کے لیے ایسی ٹیم بنائیں جو نصاب میں مقرر ایک ہی علم کے متعلق پانچ پانچ کتابوں کی جگہ ایسی ایک یا دو جامع کتابیں مرتب کریں جو بچے کو کم سے کم وقت میں اچھی طرح علوم عالیہ سے واقفیت ہو اور جلد از جلد علوم عالیہ تک رسائی حاصل کر سکے۔ چونکہ حکومتی اداروں میں مقررہ نصاب کی کتب مفت فراہم کی جاتی ہیں مگر علم دین حاصل کرنے والے طلبہ کو نصاب کی کتابیں خود خریدنا پڑتی ہیں جو ان کے لئے ایک بڑا مسئلہ ہوتا ہے کیونکہ سندھ کے مدارس میں اکثر ایسے طلبہ علم حاصل کرنے آتے ہیں جو غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مفت کتب کی سہولت کا اہتمام دینی اداروں میں بھی ہونا چاہیے۔

سندھ کے مدارس چونکہ اپنی مدد آپ کے تحت چلتے ہیں اس کے لئے علوم قرآن پر کوئی خاطر خواہ کتابوں کا ذخیرہ موجود نہیں ہوتا جس کا مطالعہ کر کے طلبہ علمی میدان میں آگے بڑھ سکیں۔ اگر کتابیں موجود ہیں بھی تو وہ اساتذہ کے لئے ہی مختص ہیں طلبہ کو ان تک رسائی حاصل نہیں۔ مدارس میں لائبریری تک طلبہ کی رسائی کو یقینی بنایا جائے یا کم از کم ایک لیپ ٹاپ / کمپیوٹر مہیا کیا جائے جس میں تمام تر کتب موجود ہوں تو بچوں کو مختلف کتب تک رسائی کے ساتھ درس

قرآن کی تیاری میں بھی مدد مل سکتی ہے۔ کمپیوٹر، آڈیو، وڈیو، جیسے مفید ذرائع کو تدریس قرآن مجید کے لیے استعمال کیا جائے تو اس سے سندھ کے دینی تعلیمی اداروں میں تدریس قرآن میں آسانی پیدا کی جاسکتی ہے اور ان ذرائع و وسائل کے استعمال سے بچوں کی دلچسپی بھی قدرے زیادہ ہوتی ہے۔ اس کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔

مخیر حضرات اور فنڈ ڈونرز کو چاہئے کہ فقط مالی معاونت کرنے پر اکتفانہ کریں بلکہ ان مدارس کا ہفتہ وار یا ماہانہ دورہ کریں اور عملی طور پر یہ معلوم کیا جائے کہ ان مدارس میں دئے گئے فنڈز صحیح طور پر استعمال ہو رہیں یا نہیں اس کے علاوہ تدریس کے عمل میں کوئی دخل اندازی کر کے خلل نہ ڈالا جائے۔ چونکہ مدارس کو کچھ مفاد پرست لوگوں اور جعلی پیروں نے اپنے کاروبار اور چندہ وصولی کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ مدرسہ کے قیام کے چند برس یا حصول مفاد کے بعد مدارس ویران پڑ جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ مدارس کے قیام میں خلوص اور تقوی سے کام لیں اور قرآن و تعلیمات قرآن کے اس وسیلے کو صحیح طور پر استعمال کریں۔

اساتذہ کو چاہئے کہ بچوں کو جتنا سبق قرآن و تفسیر کے متعلق دیا جائے اسکا ہفتہ وار امتحان لیا جائے اور اگر ہفتہ وار نہ ہو سکے تو لازمی طور پر ہر مہینے جتنا نصاب مکمل ہو اس کا امتحان لیا جائے کیونکہ امتحان کے ذریعے چیزوں کو یاد کرنا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ سندھ کے دینی مدارس سے فارغ التحصیل طلبہ کا جائزہ لیا جائے تو ان کے اندر صرف چند سطحی موضوعات پر بات کرنے کی استعداد ہی ہوتی ہے اس کے علاوہ ان کے اندر کسی اور موضوع پر بات کرنے اور لوگوں کی اخلاقی تربیت کرنے کی کوئی استعداد نہیں ہوتی۔ میرے خیال میں اگر اساتذہ کرام دینی مدارس میں روزانہ ایک بچے سے درس قرآن تیار کروا کر اسے کلاس میں پیش کروائیں اور غلطیوں کی اصلاح کریں تو اس سے بھی مدارس میں قرآن و تعلیمات قرآن کی صورت حال کو بہتر کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

سندھ کے مدارس کا دورہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ان میں اکثریت ایسے طلبہ کی ہوتی ہے جو یا تو جسمانی طور پر معذور ہوتے ہیں یا دماغی و عقلی طور پر، والدین کو چاہئے کے ایسے بچوں کو تعلیم قرآن اور مدارس کے حوالے کریں جو عقلی و جسمانی طور پر معذور نہ ہوں۔ کیونکہ انہوں نے مستقبل میں دین اسلام کی خدمت کرنی ہوتی ہے اگر وہ جسمانی طور پر معذور ہوں تو وہ اس فریضہ کی ادائیگی نہیں کر سکتے اور اس کے ساتھ ساتھ دینی علوم خصوصاً قرآن مجید کی تدریس و فہم میں عقل و ذکاء کا بھی اہم کردار ہوتا ہے اگر وہ ذہنی و عقلی طور پر معذور ہو گا تو وہ قرآن مجید اور تفسیر کے دقیق نکات کو کس طرح سمجھے گا؟

دین کی خدمت بآسانی اور عصری معیاروں کے مطابق کر سکے گا۔ اس کے ساتھ معاشی مسائل کے حل میں بھی کمپیوٹر کے استعمال سے معاونت لی جا سکتی ہے؛ جس طرح آن لائن قرآن ٹیچنگ کورسز وغیرہ کرانا۔

تجاویز و آرا:

چونکہ قرآن مجید پڑھنا ہر مسلمان کے لئے لازمی ہے اور حکومتی تعلیمی پالیسی کے مطابق بھی اس کا پڑھانا لازمی ہے اس لئے ان حکومتی اداروں میں قرآن و اسلامیات کے لئے خاص اساتذہ مقرر ہیں جو لاکھوں روپے تنخواہ لے رہے ہیں مگر اس کے باوجود تعلیم قرآن و تعلیمات قرآن پر کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی جس خلا کو پر کرنے کی اہم ترین ذمہ داری دینی مدارس نے اٹھائی ہوئی ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ وہ ایسے مدارس جو فروغِ قرآن کے ساتھ اسلام اور پاکستان کی نظریاتی حدود کی حفاظت کیلئے کوشاں ہیں ان کی حفاظت کے ساتھ ساتھ مالی مدد یقینی بنائے اور ضروری اشیاء یعنی کمپیوٹر وغیرہ مہیا کرنے کے ساتھ ساتھ کم از کم ہر دینی ادارے کو اگر ایک حکومتی استاد کی تنخواہ جتنی بھی ماہانہ مدد کی جائے تو بہترین نتائج حاصل کیے جا سکتے ہیں۔

تنظیمی بورڈز کا فرض ہے کہ وہ اپنے کردار کو اچھی طرح نبھائیں اور تعلیمی نصاب کی تیاری کے لیے ایسی ٹیم بنائیں جو نصاب میں مقرر ایک ہی علم کے متعلق پانچ پانچ کتابوں کی جگہ ایسی ایک یا دو جامع کتابیں مرتب کریں جو بچے کو کم سے کم وقت میں اچھی طرح علومِ عالیہ سے واقفیت ہو اور جلد از جلد علوم عالیہ تک رسائی حاصل کر سکے۔ چونکہ حکومتی اداروں میں مقررہ نصاب کی کتب مفت فراہم کی جاتی ہیں مگر علم دین حاصل کرنے والے طلبہ کو نصاب کی کتابیں خود خریدنا پڑتی ہیں جو ان کے لئے ایک بڑا مسئلہ ہوتا ہے کیونکہ سندھ کے مدارس میں اکثر ایسے طلبہ علم حاصل کرنے آتے ہیں جو غریب طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ مفت کتب کی سہولت کا اہتمام دینی اداروں میں بھی ہونا چاہیے۔

سندھ کے مدارس چونکہ اپنی مدد آپ کے تحت چلتے ہیں اس کے لئے علوم قرآن پر کوئی خاطر خواہ کتابوں کا ذخیرہ موجود نہیں ہوتا جس کا مطالعہ کر کے طلبہ علمی میدان میں آگے بڑھ سکیں۔ اگر کتابیں موجود ہیں بھی تو وہ اساتذہ کے لئے ہی مختص ہیں طلبہ کو ان تک رسائی حاصل نہیں۔ مدارس میں لائبریری تک طلبہ کی رسائی کو یقینی بنایا جائے یا کم از کم ایک لیپ ٹاپ / کمپیوٹر مہیا کیا جائے جس میں تمام تر کتب موجود ہوں تو بچوں کو مختلف کتب تک رسائی کے ساتھ درس

قرآن کی تیاری میں بھی مدد مل سکتی ہے۔ کمپیوٹر، آڈیو، وڈیو، جیسے مفید ذرائع کو تدریس قرآن مجید کے لیئے استعمال کیا جائے تو اس سے سندھ کے دینی تعلیمی اداروں میں تدریس قرآن میں آسانی پیدا کی جاسکتی ہے اور ان ذرائع و وسائل کے استعمال سے بچوں کی دلچسپی بھی قدرے زیادہ ہوتی ہے۔ اس کا اہتمام کیا جانا چاہیے۔

مخیر حضرات اور فنڈ ڈونرز کو چاہئے کہ فقط مالی معاونت کرنے پر اکتفانہ کریں بلکہ ان مدارس کا ہفتہ وار یاماہانہ دورہ کریں اور عملی طور پر یہ معلوم کیا جائے کہ ان مدارس میں دئے گئے فنڈز صحیح طور پر استعمال ہو رہیں یا نہیں اس کے علاوہ تدریس کے عمل میں کوئی دخل اندازی کر کے خلل نہ ڈالا جائے۔ چونکہ مدارس کو کچھ مفاد پرست لوگوں اور جعلی پیروں نے اپنے کاروبار اور چندہ وصولی کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ مدرسہ کے قیام کے چند برس یا حصول مفاد کے بعد مدارس ویران پڑ جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ مدارس کے قیام میں خلوص اور تقوی سے کام لیں اور قرآن و تعلیمات قرآن کے اس وسیلے کو صحیح طور پر استعمال کریں۔

اساتذہ کو چاہئے کہ بچوں کو جتنا سبق قرآن و تفسیر کے متعلق دیا جائے اسکا ہفتہ وار امتحان لیا جائے اور اگر ہفتہ وار نہ ہو سکے تو لازمی طور پر ہر مہینے جتنا نصاب مکمل ہو اس کا امتحان لیا جائے کیونکہ امتحان کے ذریعے چیزوں کو یاد کرنا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ سندھ کے دینی مدارس سے فارغ التحصیل طلبہ کا جائزہ لیا جائے تو ان کے اندر صرف چند سطحی موضوعات پر بات کرنے کی استعداد ہی ہوتی ہے اس کے علاوہ ان کے اندر کسی اور موضوع پر بات کرنے اور لوگوں کی اخلاقی تربیت کرنے کی کوئی استعداد نہیں ہوتی۔ میرے خیال میں اگر اساتذہ کرام دینی مدارس میں روزانہ ایک بچے سے درس قرآن تیار کروا کر اسے کلاس میں پیش کروائیں اور غلطیوں کی اصلاح کریں تو اس سے بھی مدارس میں قرآن و تعلیمات قرآن کی صورت حال کو بہتر کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔

سندھ کے مدارس کا دورہ کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ان میں اکثریت ایسے طلبہ کی ہوتی ہے جو یا تو جسمانی طور پر معذور ہوتے ہیں یا دماغی و عقلی طور پر، والدین کو چاہئے کے ایسے بچوں کو تعلیم قرآن اور مدارس کے حوالے کریں جو عقلی و جسمانی طور پر معذور نہ ہوں۔ کیونکہ انہوں نے مستقبل میں دین اسلام کی خدمت کرنی ہوتی ہے اگر وہ جسمانی طور پر معذور ہوں تو وہ اس فریضہ کی ادائیگی نہیں کر سکتے اور اس کے ساتھ ساتھ دینی علوم خصوصاً قرآن مجید کی تدریس و فہم میں عقل و ذکاء کا بھی اہم کردار ہوتا ہے اگر وہ ذہنی و عقلی طور پر معذور ہو گا تو وہ قرآن مجید اور تفسیر کے دقیق نکات کو کس طرح سمجھے گا؟

اور کس طرح اس قرآن کی تبلیغ کرے گا اور لوگوں کو سمجھائے گا؟

طلبہ کو چاہیے کہ قرآن پاک کی تعلیم کے حصول میں زیادہ سے زیادہ محنت کریں اور فقط نصابی کتب پر اکتفانہ کریں بلکہ مزید کتب کا بھی مطالعہ کریں کیونکہ اس نصاب کی تدوین کے بعد جتنے بھی بڑے بڑے اور نامور علماء پیدا ہوئے ہیں انہوں نے اپنے مطالعے کو نصابی کتب تک محدود نہیں رکھا بلکہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ اپنے مطالعہ کو وسیع سے وسیع تر کرتے گئے اسی طرح آج کل کے طلبہ کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے مطالعہ کو وسیع کریں۔

پاکستانی میڈیا کو چاہیے کہ فقط ایسے مدارس کو اپنی خبروں کی زینت نہ بنائیں جو معاشرے میں انتشار کا سبب بنتے ہیں، بلکہ ایسے مدارس کو بھی خبروں میں جگہ دیں جو تدریس و تعلیماتِ قرآن کے فروغ میں اپنا اہم اور بھرپور کردار ادا کر رہے ہیں۔ اور دور دراز علاقوں میں بغیر کسی تنخواہ، غریب و نادار بچوں کو قرآن پاک کے علم سے نواز رہے ہیں۔ خصوصی طور پر سندھی میڈیا جس طرح سندھی زبان کی تعلیم کے فروغ کے لیئے جدوجہد کر رہا ہے کم از کم اسی طرح اگر سچائی اور خلوص کے ساتھ قرآن پاک کی تعلیم کے مسئلے کو بھی اجاگر کیا جائے اور قرآن پاک کی تعلیم کے فروغ کی آواز کو بھی اپنے چینلز اور اخبارات میں جگہ دے تو اس سے بھی ہمارے دینی تعلیمی اداروں میں تدریسِ قرآن اور تعلیمات قرآن کی صورتحال چند برسوں میں تبدیل ہوسکتی ہے۔



دوروزہ بین الاقوامی کانفرنس "پاکستان میں مدارس کی تعلیم، روایت و تغیرات" کی افتتاحی
تقریب کے بعد مقالہ نگاروں کا گروپ فوٹو



پروفیسر ڈاکٹر سید خواجہ علقمہ (وائس چانسلر)، دوروزہ بین الاقوامی کانفرنس ''پاکستان میں مدارس کی تعلیم، روایت وتغیرات''
کی افتتاحی تقریب میں صدارتی خطبہ دیتے ہوئے۔





دوروزہ بین الاقوامی کانفرنس "پاکستان میں مدارس کی تعلیم، روایت وتغیرات" کی افتتاحی تقریب منعقدہ آئی ایم ایس ایگزیکٹو ہال مورخہ 29 اپریل 2015

دائیں سے بائیں: پروفیسر ڈاکٹر سعید الرحمٰن (چیئرمین)، پروفیسر ڈاکٹر روبینہ ترین (ڈین)، پروفیسر ڈاکٹر سید خواجہ علقمہ (وائس چانسلر)

پروفیسر ڈاکٹر محمد امین (ایڈیٹر البرہان لاہور) ڈاکٹر غلام شمس الرحمٰن (ممبر آرگنائزنگ کمیٹی)